قریبی دوستوں سے حال دل کہ سنایا خداوند کریم انہیں اجر عطا فرمائے کہ انہوں نے تعاون فرمایا اور کچھ گاڑی چل پڑی' دوسرا بحران جس کا ہمیں سامنا کرنا پڑا اور اب بھی ہے وہ لکھنے والوں کی عدم توجہ ہے' فقہی موضوعات پر لکھنا آسان بھی نہیں اور وہ بھی فقہ المعاملات پر..................لیکن ایسا بھی نہیں کہ انسان لکھنے کی ہمت ہی نہ کرے' ہم ایک بار پھر علماء کرام مشائخ عظام اور اسکالرز کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ وہ فقہی موضوعات پر اپنے تحقیقی مقالات ہمیں ارسال فرمائیں۔جن نوجوان علماء نے الشہادۃ العالمیۃ کے لئے مقالات لکھے ہوں وہ بھی ہمیں اپنے مقالات اشاعت کے لئے بھیج سکتے ہیں گزشتہ شمارہ میں ایسا ہی ایک مقالہ (کھیل اور شریعتِ اسلامیہ) جو شہادتِ عالیہ کے لئے لکھا گیا تھا ہم نے شائع کیا..................مذکورہ بالا دو بحرانوں کے شدید ہو جانے کی بنیاد پر ہم سال ۲۰۱۰ء کو اپنے لئے سنۃ ذات العسرۃ خیال کرتے ہیں۔لیکن چونکہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ **ان مع العسر یسرا فان مع العسر یسرا** اور ہمارے اسلاف نے ہمیں یہ بات سکھائی ہے کہ : **اذا اشتدت بک البلوی ففکر فی الم نشرح**

فعسر بین یسرین اذا فکرتھا فافرح

چنانچہ ہم اپنے رحمان ورحیم خداوند کریم سے یہ حسن ظن وابستہ کئے ہوئے ہیں کہ عسر کے ساتھ ہی یسر کی راہیں کھلنے لگیں گی۔

معزز قارئین: اللہ رب العزت سے ہمارے لئے استقامت کی دعاء فرمایئے گا۔اور مضامین ومقالات کی صورت میں نیز ان کی طباعت کے اخراجات کی مد میں ہونے والے مصارف کے حوالے سے ہماری مدد بھی کیجئے۔

رومن امپائر کو چیلنج کرنے والے مجاہدین کے حضور

(سفر نامہ اردن......تیسری قسط)

غزوہ موتہ کے لشکر کی کمان حضور ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی تھی' چنانچہ تھوڑی ہی دیر بعد ہم مزار شریف پر حاضر تھے ہم نے فاتحہ خوانی شروع کی مزار مبارک کے سامنے کھڑے ہوتے ہی احساس ہوا..........خبردار..........تم ایک صحابی کے روبرو کھڑے ہو' فقہ اسلامی

کے بانیوں میں سے ایک دوسرے بڑے عالم وفاضل مجاہد حضرت زید بن حارثہ وہ صحابی جلیل جس نے اسلام کا پرچم صرف نظریاتی طور پر نہیں بلکہ عملی طور پر بلند کیا اور وہ بھی دنیا کی ایک اہم طاقت رومن امپائر کے مقابلے میں بلند کیا یہ وہ مرد میدان ہے جس نے رومی لشکر کے عین سامنے کھڑے ہوکر اور اسلام دشمن عیسائی فورس، رومن فورس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جنگ کی مبارزت کو قبول کیا اور داد شجاعت دیتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ یہ وہ خوش قسمت صحابی ہیں جن کا نام نامی اسم گرامی قرآن کریم کا حصہ بن گیا ہے، جبکہ اور کسی صحابی کا نام صراحتا قرآن کریم میں مذکور نہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنے نوجوانوں کے لئے ہم یہاں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا مختصر سا تعارف بھی پیش کرتے چلیں فقہ اسلامی کے بانیوں میں سے ایک دوسرے بڑے عالم وفاضل مجاہد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ وہ ہیں جن کے توسط سے اللہ تبارک وتعالی نے فقہ اسلامی کا ایک اہم مسئلہ حل فرمایا اور وہ **متبنی** (منہ بولے بیٹے) **کا مسئلہ** ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جاہلیت میں رواج تھا کہ منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹے ہی کا درجہ دیا جاتا تھا۔ اس لئے کسی منہ بولے بیٹے کی بیوی سے جبکہ اس نے اسے طلاق دے دی ہو منہ بولا باپ نکاح نہیں کرتا تھا۔ قرآن کریم نے اس مسئلہ کو واضح کردیا کہ منہ بولے بیٹے حقیقی نہیں ہوتے چنانچہ سورۃ الاحزاب میں اس کی وضاحت کردی گئی: **فلما قضی زید منها وطرا زوجنكها لكی لا یكون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیا ئهم اذا قضوا منهن وطرا وكان امر الله مفعولا (الاحزاب ۳۷)**

یعنی جب زید (رضی اللہ عنہ) نے اپنی (اہلیہ کو) طلاق دینے کی خواہش پوری کرلی تو ہم نے ان (زینب) کا نکاح آپ سے کردیا تاکہ (اس عملی سنت کے بعد) اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں جب وہ انہیں طلاق دینے کا ارادہ پورا کرلیں، تو ایمان والوں پر (ان سے نکاح کرلینے میں) کوئی حرج نہ ہو اور اللہ کا حکم تو ہر حال میں پورا ہوکر رہتا ہے۔

حضرت زید بن حارثہ رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے مگر آپ نے انہیں آزاد کرکے اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا تھا، ان کی غلامی وآزادی کی داستان بھی خاصی رقت انگیز ہے معتبر تاریخی کتب نے اسے یوں ذکر کیا ہے:

حضرت زید کے والد حارثہ کا تعلق یمن کے ایک معزز قبیلے بنوقضاعہ سے تھا۔ بچپن

میں آپ اپنی والدہ کے ساتھ اپنے ننھیال آئے ہوئے تھے ان کا ننھیال قبیلہ بنی معن میں تھا جو کہ عرب کے معروف قبیلے بنو طے ہی کی ایک شاخ ہے۔ عرب کے ایک اور قبیلہ بنو قین کے لوگ غارتگری سے واپس آ رہے تھے کہ بنو معن کے علاقے سے گزرتے ہوئے ایک خیمہ کے سامنے کھیلتے بچے کو اٹھا کر لے گئے اور غلام بنا کر عکاظ کے بازار میں فروخت کر دیا۔ قسمت نے یاوری کی' ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حکیم بن حزام خریدار ہوئے اور خرید کر سیدہ کو خدمت کے لئے لا کر پیش کر دیا۔ یوں حضرت زید رسول اللہ ﷺ تک پہنچے اور اس نبی رحمت ﷺ کی غلامی نصیب ہوئی جن کی غلامی کی آرزو بڑے بڑے بادشاہوں اور امراء نے کی ہے۔

زید بن حارثہ کے والد حارثہ بن شرحبیل کو اپنے لخت جگر کے گم ہونے کا فطری صدمہ تھا ان کی زبان سے بیٹے کے فراق میں نکلنے والے الفاظ فراق کے خونی آنسوؤں سے تر ہوتے' انہوں نے صدمے کے اس عرصہ میں جو اشعار کہے ان میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

بکیت علی زید ولم ادر ما فعل — احی فیرجی ام اتی دونه اجل

فواللہ ما ادری وان کنت سائلا — اغالك سهل الارض ام غالك الجبل

تذكرانيه الشمس عند طلوعها — وتعرض ذكراه اذا قارب الطفل

ساعمل نص العيش فى الارض جاهلا — ولا اسام التطواف او تسام الابل

(ترجمہ) میں نے زید پر گریہ وزاری کی لیکن معلوم نہ ہوسکا کہ اسے کیا ہوگیا' کیا وہ زندہ ہے جس کی واپسی کی امید رکھی جائے یا اسے موت آ گئی۔

خدا کی قسم میں جانتا ہوں لیکن پھر بھی پوچھتا ہوں کہ کیا تجھے نرم زمین نگل گئی یا پہاڑ کھا گیا۔

سورج طلوع ہوتے وقت مجھے اس کی یاد دلاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے جب بھی اس کی یاد کو تازہ کر دیتا ہے۔

میں عنقریب اونٹ کی طرح چل کر تمام دنیا چھان ماروں گا میں اس آوارہ گردی سے اپنی زندگی بھر نہیں تھکوں گا اگرچہ میرا اونٹ تھک جائے۔

اسے حسن اتفاق کہیے یا کرشمہ قدرت کہ بنی کلب قبیلے کے چند لوگ حج کے لئے مکہ آئے انہوں نے اس یوسف گم گشتہ کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور انہیں ان کے والد کی غم ناک کیفیت سے آگاہ کیا۔ بنو کلب کے یہ زائرین جب واپس پہنچے تو انہوں نے حضرت زید کے والد کو یہ خوش خبری سنائی کہ تمہارا بیٹا زندہ

سلامت قریش کے ایک معزز گھرانہ میں رہ رہا ہے ۔بے قرار والد نے فورا اپنے بھائی کعب بن شرحبیل کو ساتھ لیا اور مکہ کی راہ لی ۔یہاں رحمتِ دوعالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر مدعا بیان کیا' اور عرض کی اے مصیبت زدوں کی دستگیری کرنے والے' اور قیدیوں کو کھانا کھلانے والے آقا ہمارے لخت جگر کو آزادی عطا کیجئے تا کہ یہ ہمارے ساتھ جاسکے زرفدیہ جس مقدار کا چاہے لے لیجئے ہم دینے کو تیار ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کس کی بات کرتے ہو؟ کہا زید بن حارثہ کی ۔اس حاجت روا نبی ﷺ نے فرمایا اس کے علاوہ کوئی اور حاجت بھی ہوتو بتاؤ؟ کہا اسکے سوا کوئی حاجت نہیں' فرمایا زید کو بلاتے ہیں اور اسے اختیار دیتے ہیں اگر وہ تمہارے ساتھ جانا پسند کرے تو تمہارا ہے' اور اگر مجھے ترجیح دے تو خدا کی قسم میں ایسا نہیں ہوں جو اپنے ترجیح دینے والے پر کسی اور کو ترجیح دوں ۔حضرت زید بلائے گئے' رحمت عالمیاں ﷺ نے پوچھا زید انہیں جانتے ہو؟ عرض کی جی ہاں یہ میرے باپ اور چچا ہیں ۔فرمایا تمہیں اختیار ہے چاہے مجھے پسند کرلو یا ان دونوں کو۔حضرت زید رضی اللہ عنہ بے ساختہ حضور کے دامن سے لپٹ گئے اور کہتے جاتے تھے میں ایسا نہیں کہ حضور ﷺ پر کسی اور کو ترجیح دوں......آپ ہی میرے ماں باپ ہیں ....حضرت زید کے اس طرز عمل نے جہاں باپ اور چچا کو حیرت زدہ کردیا وہیں حضور ﷺ سے ملنے والی بے پناہ محبت کا بے ساختہ اظہار بھی کردیا جو ماں باپ پر حضور ﷺ کو ترجیح دینے کا سبب حقیقی تھا۔ اسی وفا شعاری کے صلہ میں حضور ﷺ انہیں کعبہ میں حطیم کے پاس لے گئے اور یہ اعلان فرمایا آج سے زید میرا بیٹا ہے اور میں اس کا وارث ہوں یہ میراث میں بھی میرا وارث ہوگا۔(سیر الصحابہ جلد دوم ص ۲۲۵......۲۲۶)

حضرت زید بن حارثہ (غلاموں میں) سب سے پہلے مومن تھے ۔حضور ﷺ نے اپنے بہادر چچا حضرت حمزہ سے ان کا بھائی چارہ کرادیا۔ایک موقع پر حضور ﷺ نے اپنی آیا اور کنیز محترمہ ام ایمن (جنہیں آپ اماں کہ کرمخاطب فرماتے تھے') کے بارے میں فرمایا کہ جو کسی جنتی عورت سے نکاح کرنا چاہے وہ ام ایمن سے نکاح کرلے ۔(حضور ﷺ ام ایمن کو ایک جیون ساتھی مہیا کرنا چاہتے تھے) چنانچہ حضرت زید کا ابھی نکاح نہیں ہوا تھا انہوں نے سنا تو نہ عمر کی قید نہ رنگت کا لحاظ' اور نہ حسن وجمال کی کوئی بات کی صرف حضور ﷺ کی خوشنودی کی خاطر ان سے نکاح کرلیا' اللہ تبارک وتعالی نے انہیں ان سے ایک صاحبزادے عطا کئے جن کا نام اسامہ ہوا' حضور ﷺ اسامہ

سے بے حد پیار فرماتے تھے۔ ہجرت کے بعد حضرت زید ﷺ مدینہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک اور کرم فرمایا کہ اپنی پھوپھی زاد بہن جناب زینب بنت جحش سے ان کا نکاح کر دیا۔ سیدہ زینب کے ساتھ یہ نکاح نسبی وخاندانی نشیب وفراز اور عدم توازن کے باعث اور شاید حکمت ربانی کے بموجب کامیاب نہ رہا اور حضرت زید نے انہیں طلاق دینے کی نیت کرلی۔ چنانچہ طلاق ہوئی اور عدت گزرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا تو ان کے سابق شوہر یعنی انہی زید بن حارثہ کے ہاتھ۔ سیدہ زینب بنت جحش وہ منفرد خاتون ہیں جن کا نکاح اللہ رب العزت نے اپنے رسول ﷺ سے آسمانوں پر کیا چنانچہ وہ فرمایا کرتی تھیں' میں وہ خوش نصیب عورت ہیں جس کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے اللہ رب العزت نے خود سات آسمانوں کے اوپر کیا۔ مفسرین قرآن نے سورہ احزاب کے ان الفاظ...... **زوجنا کھا**...... کا مفہوم بیان کرتے ہوئے یہی بات لکھی ہے۔

اللہ جل مجدہ وعلی نے اسی موقع پر منہ بولے بیٹوں کے حوالہ سے یہ ضابطہ بیان فرمایا' **ادعوھم لآبائھم ھواقسط عنداللہ** .... الخ۔ یعنی ان منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کے نام سے پکارو یہی اللہ کے نزدیک زیادہ قرینِ انصاف بات ہے۔

چنانچہ اس کے بعد سے حضرت زید جنہیں زید بن محمد کہا جاتا تھا اب زید بن حارثہ کہے جانے لگے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس مہم جوئی میں حضرت زید شریک ہوتے اس کا امیر انہی کو بنایا جاتا۔ بدر سے موتہ تک ہر اہم معرکے میں شریک رہ کر داد شجاعت دی ہے۔

حضرت زید بن حارثہ غزوہ مؤتہ میں بھی امیر بنائے گئے' مگر اس غزوہ کے تین امیر سرکار دوعالم ﷺ نے نامزد فرمائے تھے' ایسا کسی اور غزوہ میں کم ہوا ہے' نگاہ نبوت دیکھ رہی تھی کہ تینوں باری باری جام شہادت نوش کریں گے اس لئے واضح طور پر فرمادیا اگر زید بن حارثہ شہید ہوجائیں تو جعفر بن ابی طالب امیر ہوں گے وہ شہید ہوجائیں تو عبداللہ ابن رواحہ امیر ہوں گے وہ بھی جام شہادت نوش کرلیں تو پھر مسلمان جس کو منتخب کرلیں وہ ان کا امیر ہوگا۔ (ضیاء النبی جلد ۴ص ۳۶۴)

الف الف سلام یا حِب رسولِ اللہ .... الف الف سلام یا مجاھدفی سبیل للہ'

الف الف سلام یا شھید مؤتہ .... الف الف سلام یا قائد الاسلام

ہم نے نہایت ادب سے سلام ونیاز پیش کئے اور دبے قدموں اس گنبد والے بڑے کمرے سے باہر

آئے جس میں آپ کی مرقد مبارک ہے مگر بچھڑنے کا صاف احساس ہو رہا تھا..................

وداعا ایها المجاهد الصادق ....

وداعا ایها المجاهد الاصیل ....

وداعا ایها الصحابی الجلیل ....**وداعا ایها البطل**..................

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک سے رخصت ہو کر ہم اس مجاہد عظیم کے مزار مبارک پر دوبارہ آ گئے جہاں پہلے حاضری دی تھی یعنی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جنہیں جعفر طیار کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

کون جعفر طیار ؟

وہ جو رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد ......اور ......علی المرتضی شیر خدا کے سگے بھائی تھے‘ جو صورت وسیرت میں مشابہ رسول اکرم ﷺ تھے۔(صحیح بخاری کتاب المناقب) وہ جنہیں بارگاہ ایزدی سے ذوالجناحین اور طیار کا لقب عطا ہوا (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۲۰۹)

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا مزار ایک بڑی مسجد کی پائنتی میں ایک بلند وبالا گنبد والی عمارت کے اندر ہے۔مزار پر خوبصورت سنہری جالی ہے بالکل ویسی ہی جیسی کربلا وکوفہ یا نجف وکاظمین کے مزارات پر ہے۔اس جالی کا اہتمام بوہری فاطمی فرقہ کے لوگوں نے کیا ہے چنانچہ ان کے نام کی ایک تختی بھی جالی پر کندہ ہے۔

غزوہ مؤتہ کے اس شہید رشید کو اسلامی لشکر کی قیادت کا شرف حضرت زید بن حارثہ کی شہادت کے بعد بحکم رسول حاصل ہونا تھا سو ہوا۔آپ غزوہ موتہ ہی نہیں متعدد اسلامی غزدات میں پیش پیش رہے ہیں۔آپ کی شہرت کا اصل سبب آپ کا زور بیان اور فن خطابت ہے‘ نجاشی بادشاہ حبشہ کے دربار میں مسلمانوں کی نمائیدگی کرتے ہوئے آپ نے جو شاندار طرز تخاطب اختیار کیا اس نے مسلمان مہاجرین کے بارے میں نجاشی کے دل کے تمام خدشات کو نہ صرف دور کر دیا بلکہ دشمن نے جو مکارانہ چال مسلمانوں کو حبشہ بدر کرانے کے لئے چلی تھی اسے بری طرح ناکام بنادیا۔مؤرخین نے لکھا ہے کہ مکہ میں کفار نے مسلمانوں پر جب عرصہ حیات تنگ کر دیا تو صحابہ کی ایک جماعت جناب رسول مقبول ﷺ کی اجازت سے مہاجر حبشہ ہوئی۔بارہ مردوں اور چار خواتین پر مشتمل ایک

گروہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قیادت میں پہلی بار ہجرت کی ام ایمن اور لخت جگر رسول ﷺ سیدہ رقیہ ساتھ تھیں، حضور ﷺ نے اس موقع پر فرمایا **انها اول بيت هاجر فی سبيل الله بعد ابراهيم ولوط عليهما السلام** (یعنی ابراہیم ولوط علیہما السلام کے بعد یہ پہلا گھرانہ ہے جس نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی ہے..............) دوسری بار تراسی (83) افراد پر مشتمل قافلہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی مہاجرین حبشہ کے اس قافلہ میں شامل تھے۔

کفار مکہ نے ایک دورکنی سفارتی ٹیم حبشہ روانہ کی تا کہ وہ شاہ حبشہ کو ان مہاجر اور پناہ گزیں مسلمانوں کے بارے میں گمراہ کر کے انہیں حبشہ سے نکلوانے میں کامیاب ہوسکیں، اس سفارتی ٹیم نے بادشاہ کو مسلمانوں کے عقائد ونظریات کے بارے میں ایسے ہی بریف کیا جیسے آج کل کفار کے گماشتے بین الاقوامی میڈیا پر بریفنگ دے رہے ہیں، کہ مسلمان متکبر و جبار ہیں یہ دہشت گرد ہیں ان کا مذہب ایک نیا مذہب ہے جو دہشت گردی سکھاتا ہے ....وغیرہ وغیرہ، ....
وہ ساری گفتگو جو اس سفارتی ٹیم نے کی کتب تاریخ وسیرت میں منقول ہے۔
مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنی گفتگو کے ساتھ ساتھ سورہ مریم کی آیات بینات کی تلاوت اس انداز سے کی کہ بادشاہ اور اس کے دربار میں موجود عیسائی علماء پر رقت طاری ہوگئی۔ مسلمانوں کو حبشہ میں باعزت رہنے کی اجازت مل گئی کفار کی نمائندہ سفارتی ٹیم ناکام واپس ہوئی۔ یوں اللہ رب العزت نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی برکت سے مسلمانوں کو سرخرو کیا۔ (تفصیلات کے لئے دیکھئے کتب سیرت)

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ ۷ ہجری میں اس وقت مدینہ طیبہ آئے جب رسول اللہ ﷺ فتح خیبر کی خوشخبری اپنے امتیوں کو سنا رہے تھے، جعفر آئے تو حضور ﷺ نے فرط محبت سے معانقہ کیا، پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا نہیں معلوم کہ مجھے جعفر کے آنے کی خوشی زیادہ ہے یا خیبر کے فتح ہونے کی ۔ (صحیح بخاری ذکر غزوہ خیبر)

حبشہ سے واپسی کے صرف ایک سال بعد جمادی الاولی سن ۸ ہجری میں مؤتہ کی طرف پیش قدمی ہوئی اور آپ نے وطن سے دور، رومن ایمپائر کے اہم مرکز پر حملہ آور ہو کر جام شہادت نوش کیا۔ بہادر ایسے تھے کہ جب امیر لشکر زید بن حارثہ کو شہید ہوتے دیکھا تو آگے بڑھ کر علم تھام لیا اور

گھوڑے سے چھلانگ لگادی، دشمن کی صفیں چیرتے ہوئے میدان جنگ میں گھوم گئے، نوے سے زیادہ زخم جسم پر لگے، دونوں بازوؤں سے دشمن نے محروم کردیا تو بھی جھنڈا گرنے نہیں دیا، حضرت عبداللہ بن رواحہ نے پرچم تھاما، جعفر رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش کیا تو رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں خبر دی، خود حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے بچوں کو پیار کیا فرط محبت سے آبدیدہ ہوگئے تو حضرت جعفر کی اہلیہ نے سوال کیا یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ آبدیدہ کیوں ہوگئے ہیں کیا جعفر اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی خبر آئی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا ہاں انہوں نے جام شہادت نوش کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون............... اسی موقع کی مناسبت سے آپ نے **ایک فقہی مسئلہ** بھی بیان فرمادیا، ازواج مطہرات سے فرمایا جعفر کے گھر والوں کا خیال رکھنا آج وہ شدت غم سے اپنے ہوش میں نہیں، اور حکم دیا کہ ان کے گھر کھانا بھیجا جائے اور انہیں ساتھ بٹھا کر کھلایا جائے..............

حضور ﷺ کا یہی وہ مبارک عمل ہے جس سے یہ فقہی مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ میت والوں کے گھر کھانا بھیجنا اعزہ واقارب کا کام ہے، میت والوں کی طرف سے کسی قسم کی دعوت کا اہتمام درست نہیں ۔تعزیت کے موقع پر جو کھانا پکایا جاتا ہے اہل عرب اسے الوضیمہ کہتے ہیں، شادی کا کھانا الولیمہ ہے مہمان نوازی کے لئے تیار کیا جانے والا کھانا النقیعہ کہلاتا ہے جبکہ مکان کی تعمیر کی خوشی میں کھلایا جانے والا کھانا الوکیرہ ہوتا ہے.............. خود رسول اللہ ﷺ کو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا غم عرصہ تک رہا، تاآنکہ جبریل امین نے ایک روز طمانیت کے لئے بشارت دی، کہ اللہ نے حضرت جعفر کو غزوہ میں ان کے کٹ جانے والے دونوں بازوؤں کے بدلے میں دو پر عطا کئے ہیں اور وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ محو پرواز ہیں۔ اسی لئے ان کا لقب جعفر طیار ہوا۔

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ فیاض تھے، کریم تھے، جواد تھے، رسول اللہ ﷺ انہیں ابوالمساکین کے نام سے یاد فرماتے تھے............... حضرت جعفر طیار کے مزار مبارک پہ حاضری ہوئی تو اٹھنے کو جی نہیں چاہتا تھا ایک عجیب انسیت تھی، اور ان کے محاسن کی ویڈیو نظروں کے سامنے یوں چل رہی تھی جیسے غزوہ موتہ، ہجرت حبشہ اور ان کی آمد مدینہ کل ہی کی بات ہو۔

اللھم ارحم وارفع درجات سیدنا جعفر الطیار کما تحب وترضی...... وصلی الله علی حبیب خیر خلقه و زینة عرشه وقاسم رزقه وعلی آله وصحبه اجمعین...... (جاری ہے)

البینة علی مان ادعی والیمین علی من انکر ☆ گواہ لانا مدعی کے ذمہ اور قسم منکرِ دعوی کے ذمہ ہے۔